دینِ اسلام اور زرتشت مذہب میں میت کی آخری رسومات: ایک تقابلی مطالعہ

Funeral Ceremonies in Islam and Zoroastrianism: A Comparative Study

کلثوم فاطمہ

ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract:

The body of deceased carried out through different ways in every religion and community. Islamic law (sharia) calls for burial of the dead as soon as possible, predated by a simple ritual which involves bathing and shrouding the body, The Islamic way of funeral shows respect of human being either they are alive or dead, while it is believed in Zoroastrianism the death as ritual impurity and the dead body is disposed-off in Dakhma by vultures. This article represents the difference of funeral ceremonies in Islam and Zoroaster religion whereas the ceremonial exercises are discussed from beginning to an end.

Key Words:Islam, Zoroastrianism, burial, Disposed-off, Dakhma.

قفسِ عنصری سے روح کے پرواز کر جانے کے بعد جسدِ خاکی کو ٹھکانے لگانے کا سوال روزِ اول سے انسان کے پیشِ نظر رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو شرف، عزت اور حرمت سے نوازا ہے اس کے ضیاع کی صورت میں تعفن اور وبائی امراض بھی منسلک کر دیئے ہیں اور اس کا مقصود یہ ہے کہ یونہی اِدھر اُدھر پھینک دینے یا کھلی فضا میں چھوڑ دینے کے بجائے باقاعدہ اور مناسب طریقے پر جسدِ خاکی کو کسی ایسے طریقے سے ٹھکانے لگایا جائے کہ تعفن اور وبائی امراض زندہ لوگوں کا تعاقب نہ کر سکیں۔ قرآنِ مجید اس پہلو پر بڑے خوبصورت انداز سے روشنی ڈالتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوْرِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ ہٰذَا الْغُرَابِ فَاُوٰرِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ} (1)

ترجمہ: پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کھود تا تھا زمین کو تا کہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی کہنے لگا ہائے افسوس! کیا قاصر رہا میں کہ ہوتا اس کوے کی مانند تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی غرض وہ ہو گیا سخت پچھتانے والوں سے۔

درج بالا آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانی لاش کو ٹھکانے لگانے کا طریقہ سکھایا ہے۔

اللہ رب العزت نے جملہ مخلوقات میں سے "اشرف المخلوقات" کا شرف صرف انسان کو عطا فرمایا اور اسے عزت وافتخار کا جو تاج شاہی عطا کیا اس کے پیش نظر دین اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ جب انسان کی روح پرواز کر کے خالق حقیقی سے جا ملے تو اس کے جسد خاکی کی بے حرمتی نہ کی جائے بلکہ اس کی عزت وتکریم اور تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے اسے ایک مخصوص لباس میں ملبوسیت کے بعد مٹی میں دفن کر دیا جائے۔ قدیم زمانے سے دنیا میں پائے جانے والے تمام مذاہب میں انسانی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے مختلف طریقے اپنائے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر زرتشت مذہب کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو ان کے ہاں لاش کے ضیاع اور مردے کی آخری رسومات کے لئے منفرد احکامات ملتے ہیں۔ زرتشت مذہب ایران کا قدیم ترین مذہب ہے۔ یہ مذہب دنیا کے دوسرے بڑے مذاہب سے کئی لحاظ سے منفرد ہے۔ اس مذہب کے بانی زرتشت تھے جن کی پیدائش ایران میں ہوئی، زرتشت کی تعلیمات کا بنیادی ماخذ اوستا ہے جو پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس مذہب کے تدفینی مسائل دوسرے مذاہب سے قدرے مختلف ہیں جنہیں ان کی مذہبی کتاب اوستا کے ایک حصے وینديداد میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ ہم سب سے پہلے دین اسلام کی تعلیمات سے میت کی آخری رسومات کا جائزہ لیتے ہیں۔

تعلیمات اسلامی کی رو سے میت کی آخری رسومات:

غسل میت:

جب انسان قریب المرگ ہوتا ہے تو عمومی طور پر موت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اب انسان کا رشتہ اس دنیا سے منقطع ہونے والا ہے تو اس کا منہ داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ جب انسان کی روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کے جبڑے باندھ دیے جاتے ہیں اور آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں۔ بعد ازاں غسل میت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ غسل کے لیے ایسے پانی کا استعمال کیا جاتا ہے جس میں بیری کے پتے جوش دیئے گئے ہوں جس کا ثبوت ہمیں حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی درج ذیل حدیث مبارکہ سے ملتا ہے:

"عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،قَالَتْ:دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ،فَقَالَ:«اغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا،أَوْ خَمْسًا،أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ،بِمَاءٍ وَسِدْرٍ،وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا - أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ - فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي»،فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ،فَقَالَ:«أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» تَعْنِي إِزَارَه"(2)

ترجمہ:حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا،جب آپ ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو رسول ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو اس سے بھی زیادہ اور اگر مناسب لگے تو بیری کے پتوں والا پانی استعمال کرنا اور آخر میں کافور لگانا یا کافور کی کوئی چیز اور پھر جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی آپ نے ایک کپڑا دیا اور فرمایا اس پر اسے لپیٹ دو یعنی ازار۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے تلقین فرمائی کہ غسل کی ابتداء داہنی طرف سے کی جائے:

"عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ،قَالَتْ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ:«ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا»"(3)

ترجمہ:حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے وقت ان سے فرمایا کہ داہنی جانب اور اعضائے وضو سے ابتداء کرنا۔

صاحب قدوری غسل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فإذا مات شدوا لحييته وغمضوا عينيه وإذا أرادوا غسله وضعوه على سرير وجعلوا على عورته خرقةونزعوا ثيابه ووضئوة ولا يمضمض ولا يستنشق ثم يفيضون الماء عليه ويجمر سريره وترا ويغلى الماء بالسدر أو بالحرض فإن لم يكن فالماء القراح ويغتسل رأسه ولحيته بالخطمي ثم يضجع على شقه الأيسر فيغتسل بالماء والسدر حتى يرى أن الماء قد وصل إلى ما يلي التخت منه ثم يضجع على شقة الأيمن فيغتسل بالماء والسدر حتى يرى أن الماء قد وصل إلى ما يلي التخت منه ثم يجلسه ويسنده إليه ويمسح بطنه مسحا وفيقا فإن خرج منه شيء غسله ولا يعيد غسله ثم ينشفه بثوب ويجعله في أكفانه ويجعل الحنوط على رأسه ولحيته والكافور على مساجده۔"(4)

ترجمہ:اور جب انسان کی وفات ہو جائے تو اس کے جبڑے باندھ دیں اور اس کی آنکھیں بند کر دیں اور جب اسے غسل کرنے کا ارادہ کریں تو اس کو تختے پر رکھیں اور اس کے ستر پر کوئی کپڑا ڈال دیں اور اس کے کپڑے اتار دیں اور وضو کرائیں لیکن کلی نہ کرائیں اور نہ ناک میں پانی ڈالیں پھر اس پر پانی بہائیں اور طاق مرتبہ تختے کو دھونی دیں اور بیری کے پتے ڈال کر یا اشنان ڈال کر پانی کو

گرم کیا جائے پس اگر یہ نہ ہوں تو خالص پانی کافی ہے اور اس کا سر دھویا جائے اور ڈاڑھی گل خیر وسے۔ پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹایا جائے پس اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ پانی میت کے نیچے تک پہنچ گیا ہے پھر اس کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور پانی سے دھویا جائے یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے نیچے تک پہنچ گیا ہے پھر اس کو کسی سہارے پر بٹھائیں اور آہستہ آہستہ اس کے پیٹ کو دبائیں پس اگر کچھ خارج ہو تو اس کو دھو ڈالیں اور غسل کا اعادہ نہ کریں پھر اس کو کپڑے سے خشک کر دیں اور کفن میں داخل کر دیں اور مل دیں اس کے سر اور ڈاڑھی پر حنوط اور سجدے کے اعضاء پر کافور۔

مرد وزن کی تکفین:

غسل کے بعد میت کے کفن کا اہتمام کیا جاتا ہے انسان کی حرمت کا تقاضا ہے کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو تو اسے برہنہ و بے لباس آخری آرامگاہ کی جانب منتقل نہ کیا جائے بلکہ اسے کپڑے (کفن) میں لپیٹ کر مٹی میں دفن کر دیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ،سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ"(5)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں کا کفن دیا گیا جو سوت کے بنے ہوئے تھے اور ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"قَالَ:بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ،إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ،فَوَقَصَتْهُ - أَوْ قَالَ:فَأَوْقَصَتْهُ - قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ،وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ،وَلاَ تُحَنِّطُوهُ،وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ،فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُلَبِّيًا»"(6)

ترجمہ: انہوں نے فرمایا ایک آدمی جو عرفات میں رکا ہوا تھا جب وہ اپنی سواری سے نیچے گرا تو سواری نے اسے کچل دیا یا انہوں نے کہا کہ وہ کچلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں کا کفن پہناؤ اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر چھپانا تاکہ قیامت کے دن یہ تلبیہ کہتا ہوا اٹھے۔

رسولِ کریم ﷺ کو کفن دیئے جانے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

" كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ:الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ،وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ "(7)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو چادریں اور وہ قمیص جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

مرد کے کفن کی تفصیل بتاتے ہوئے صاحب ھدایہ لکھتے ہیں:

"السُّنَّةُ أَنْ يُكَفَّنَ الرَّجُلُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ إزَارٍ وَقَمِيصٍ وَلِفَافَةٍ"(8)

ترجمہ: مرد کو تین سفید کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے ازار، قمیص اور لفافہ۔

عورت کے کفن کے بارے میں صاحب ھدایہ فرماتے ہیں:

"وَتُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ دِرْعٍ وَإِزَارٍ وَخِمَارٍ وَلِفَافَةٍ وَخِرْقَةٍ۔"(9)

ترجمہ: اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے، قمیص، چادر، دوپٹہ، لفافہ اور سینہ بند۔

مرد وزن کو کفن پہنانے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے صاحب قدوری لکھتے ہیں:

"والسنة أن يكفن الرجل في ثلاثة أثواب إزار وقميص ولفافة فإن اقتصروا على ثوبين جاز وإذا أرادوا لف اللفافة عليه ابتداءوا بالجانب الأيسر فألقوه عليه ثم بالأيمن فإن خافوا أن ينشر الكفن عنه عقدوه وتكفن المرأة في خمسة أثواب:إزار وقميص وخمار وخرقة يربط بها ثدياها ولفافة فإن اقتصروا على ثلاثة أثواب جاز ويكون الخمار فوق القميص تحت اللفافة ويجعل شعرها على صدرها"(10)

ترجمہ: اور سنت یہ ہے کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنایا جائے یعنی ازار، قمیص اور لفافہ۔ اور اگر دو کپڑوں پر اکتفاء کر لیں تو یہ بھی جائز ہے اور جب میت پر لفافہ لپیٹنے کا ارادہ کریں تو بائیں جانب سے شروع کریں پس اسے اس پر ڈال دیں پھر داہنی طرف سے (ڈال دیں)۔ اور اگر کفن کھلنے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھ دیں اور عورت کو پانچ کپڑوں میں دفنایا جائے یعنی ازار، قمیص، اوڑھنی اور سینہ بند اور لفافہ میں اور اگر تین کپڑوں پر اکتفاء کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور اوڑھنی ہو گی قمیص کے اوپر لفافے کے نیچے اور اس کے بال اس کے سینے پر رکھ دیئے جائیں۔

وہ تمام امور جن کا تعلق زیب و آرائش سے ہے مثلاً بالوں میں کنگھی کرنا، بال کاٹنا اور ناخن تراشنا، ان کی ممانعت کی گئی ہے۔

نماز جنازہ:

میت کو کفن پہنانے کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جب نجاشی بادشاہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"«إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ،فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ»،قَالَ:فَقُمْنَا،فَصَفَفْنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى المَيِّتِ،وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلَّى عَلَى المَيِّتِ"(11)

ترجمہ: تمہارے بھائی نجاشی فوت ہو گئے ہیں پس تم سب کھڑے ہو جاؤ تو آپ نے فرمایا پس ہم سب کھڑے ہو گئے اور ہم نے صف باندھی جیسے میت کے پاس صف باندھی جاتی ہے اور ہم نے ان کی نماز پڑھی جیسے میت کی نماز (نماز جنازہ) پڑھی جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں نمازِ جنازہ ادا کرنے اور میت کے ساتھ چل کر اس کے تمام تدفینی مراحل کو مکمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ،وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُقْضَى دَفْنُهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ"(12)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو جنازہ (میت) کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی تدفین سے فارغ ہو جائے تو اس کے لیے دو قیراط کا ثواب ہے۔

نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے بارے میں صاحبِ قدوری رقمطراز ہیں:

" فإذا فرغوا منه صلوا عليه وأولى الناس بالصلاة عليه السلطان إن حضر فإن لم يحضر فيستحب تقديم إمام الحي ثم الولي فإن صلى عليه غير الولي والسلطان أعاد الولي وإن صلى الولي لم يجز لأحد أن يصلي بعده فإن دفن ولم يصل عليه صلي على قبره الى ثلثة ايام ولا يصلى بعد ذلک ويقوم المصلى بحذاء صدر الميت"(13)

ترجمہ: جب (تکفین) سے فارغ ہو جائیں تو اس پر نماز پڑھیں اور سب سے زیادہ اس کی امامت کا حقدار بادشاہ ہے اگر وہ موجود ہو اور اگر وہ موجود نہ ہو تو محلے کے امام کو آگے بڑھانا مستحب ہے پھر میت کے ولی کو (حق ہے) اگر ولی اور بادشاہ کے علاوہ کسی نے نماز پڑھائی تو ولی نماز کو لوٹا سکتا ہے اور اگر ولی اس پر نماز پڑھ چکا ہو تو یہ جائز نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھے اور اگر نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی قبر پر تین روز تک نماز پڑھ لی جائی اور اس کے بعد نہ پڑھی جائے اور نماز پڑھانے والا میت کے سینہ کے مقابلے (سامنے) میں کھڑا ہو۔

نماز جنازہ یہ ہے کہ:

"أن يكبر تكبيرة يحمد الله تعالى عقيبها ثم يكبر تكبيرة يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يكبر تكبيرة ثالثة يدعو فيها لنفسه وللميت وللمسليمن ثم يكبر تكبيرة رابعة ويسلم ولا يرفع يديه الا فتكبيرة الاولى"۔(14)

ترجمہ: ایک تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے پھر دوسری تکبیر کہہ کر حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجے پھر تیسری تکبیر کے بعد اپنے لیے، میت کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے اور پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

اسلامی تعلیمات میں نمازِ جنازہ کی فرضیت کے متعلق محمد حنیف گنگوہی لکھتے ہیں:

"نماز جنازہ فرض کفایہ ہے باالاجماع پس اس کا منکر کافر ہے اس کے دو رکن ہیں ایک تکبیرات اربعۃ اور ایک قیام اور شروط یہ ہیں:1۔مردہ کا مسلمان ہونا۔2۔اس کا پاک ہونا۔3۔مردہ کا امام کے سامنے ہونا۔4۔زمین پر رکھا ہوا ہونااور تین سنتیں ہیں۔1۔ تحمید۔2۔ثناء۔3۔دعا۔"(15)

نمازِ جنازہ کی ادائیگی سے فراغت کے بعد میت کو تدفین کے لیے قبرستان منتقل کیا جاتا ہے۔

تدفین:

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اب وہ مرحلہ آن پہنچا کہ میت کے ورثاء ولواحقین اسے آخری آرام گاہ یعنی قبر میں منتقل کرتے ہیں، دین اسلام میں نہ تو مردے کو آگ میں جلایا جاتا ہے اور نہ ہی اسے فضائی مخلوق یعنی پرندوں کی غذا بنایا جاتا ہے بلکہ اس کے مقام شرفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کفن پہنا کر مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جس جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے اسے قبر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔احادیث مبارکہ کی روشنی میں قبر کی دو اقسام ہمارے سامنے آتی ہیں:

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«اللَّحْدُ لَنَا،وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا»"(16)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے سوا اوروں کے لیے ہے۔

"لحد" بغلی قبر کو کہا جاتا ہے جو زمین کو سیدھا نیچے کھود کر پھر قبلہ کی طرف مزید اضافہ کر کے کھودی جاتی ہے یہ عمومی طور پر پتھریلی اور سخت زمینوں میں بنائی جاتی ہے اور "شق" اس قبر کو کہا جاتا ہے جس میں سیدھا (مستطیل) گڑھا کھودا جاتا ہے اور بالعموم زرخیز زمینوں میں بنائی جاتی ہے۔

تدفین میں حضور ﷺ سے نسبت قائم کرنے کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لیے لحد بنانے کی وصیت کی۔

"أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ،قَالَ:فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ:«الْحَدُوا لِي لَحْدًا،وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا،كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»"(17)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص نے حالت مرض میں فرمایا جس میں ان کی وفات ہوئی کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں نصب کرنا جس طرح حضور ﷺ کی قبر بنائی گئی۔

حضور ﷺ کی تدفین کے لیے لحد تیار کی گئی جس کا ثبوت درج ذیل حدیث مبارکہ سے ملتا ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،قَالَ:لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ،وَآخَرُ يَضْرَحُ،فَقَالُوا:نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا،وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا،فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ،فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا،فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ «فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»".(18)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے وفات پائی تو مدینہ میں ایک آدمی تھا جو لحد کھودتا تھا اور دوسرا (آدمی) سیدھی قبر، صحابہ کرام نے فرمایا ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں اور دونوں کو بلوا بھیجتے ہیں دونوں میں سے جو سبقت لے جائے گا اس کے طریقے پر عمل کیا جائے گا پس دونوں کو بلوایا گیا تو لحد کھودنے والا سبقت لے گیا (یعنی پہلے آیا) تو حضور ﷺ کے لیے لحد کھودی گئی۔

مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں دونوں طرح کی قبریں بنائی جاتی تھیں حضور ﷺ نے لحد کو پسند فرمایا اور پھر صحابہ کرام نے بھی حضور ﷺ کی نسبت کے سبب لحد کو ترجیح دی لیکن دونوں میں سے کسی قسم کو لازم قرار نہیں دیا گیا۔

صاحب قدوری میت کی قبر میں منتقلی کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولا يصلى على ميت في مسجد جماعة فإذا حملوه على سريره أخذوا بقوائمه الأربع ويمشون به مسرعين دون الخبب فإذا بلغوا إلى قبره كره للناس أن يجلسوا قبل أن يوضع عن أعناق الرجال ويحفر القبر ويلحد ويدخل الميت مما يلي القبلة فإذا وضع في لحده قال الذي يضعه:باسم الله وعلى ملة رسول الله ويوجهه إلى القبلة ويحل العقدة ويسوي اللبن عليه ويكره الآجروالخشب ولا بأس بالقصب ثم ينهال التراب عليه ويسنم القبر ولا يصطح-"(19)

ترجمہ: اور نماز جنازہ جماعت والی مسجد میں نہ پڑھی جائے پھر جب اسے تخت پر اٹھائیں تو اس کے چاروں پائے پکڑ لیں اور اس کو دوڑے بغیر جلدی لے جائیں اور جب اس کی قبر تک پہنچ جائیں تو لوگوں کے لیے مکروہ ہے کہ وہ بیٹھ جائیں اس سے قبل کہ اسے کاندھوں سے اتار کر رکھا جائے اور قبر کھودی جائے اور لحد تیار کی جائے اور میت کو قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارا جائے اور جب لحد

میں رکھا جائے تو رکھنے والا یہ کہے بسم اللہ وعلی ملتہ رسول للہ اور کفن کے بند کھول دیئے جائیں اور اس کی لحد پر کچی اینٹیں برابر کر دی جائیں جبکہ پکی اینٹیں اور تختے مکروہ ہیں۔ اور بانس وغیرہ میں کوئی حرج نہیں اور پھر اس پر مٹی ڈالی جائے اور قبر کو کوہان نما بنایا جائے چوکوشی نہ بنایا جائے۔

حیات بعد الممات، جنت و دوزخ کا تصور:

دین اسلام میں حیات بعد الممات کا تصور پیش کیا گیا ہے جو اسلام کا پانچواں عقیدہ یعنی عقیدہ آخرت ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ یہ دنیاوی زندگی عارضی وناپائیدار ہے جب کہ اخروی زندگی دائمی ہے، ایک دن اس کائنات کی ہر چیز کو فنا کر دیا جائے گا، تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا اور ان سے ان کے اعمال کا حساب وکتاب لیا جائے گا۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ رب العزت نے اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ}(20)

ترجمہ: گمان کرتے ہیں کفار کہ انہیں ہر گز دوبارہ زندہ نہ کیا جائے گا۔ فرمایئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے اور یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

سورۃ الرحمن میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

{كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ O وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ }O(21)

ترجمہ: جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔

اعمال کے حساب وکتاب کے بعد ان کے لیے جزاء وسزا کا تعین کیا جائے گا جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا انہیں بطور انعام جنت عطا کی جائے گی اس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا}(22)

ترجمہ: اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ}(23)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

جن کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا اور انہوں نے اپنی زندگی اللہ رب العزت کی نافرمانی میں گزاری ہو گی ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ اس کی نشاندہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے درج ذیل آیت مبارکہ میں فرمائی ہے۔

{إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ} (24)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور وہی (بدبخت) ایندھن ہیں آگ کا۔

سورہ آل عمران میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

{قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ} (25)

ترجمہ: فرما دو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

میت کی آخری آرامگاہ اور عقیدہ آخرت سے متعلق اسلام کی تعلیمات کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اب ہم زرتشت مذہب میں مردے کی آخری رسومات کا جائزہ لیتے ہیں۔

زرتشت مذہب میں مردے کی آخری رسومات:

زرتشت مذہب میں عناصرِ اربعہ (آگ، مٹی، پانی، ہوا) کا بے حد احترام کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کے پیروکار کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس سے آلودگی پھیلنے کا خدشہ ہو۔ اس لیے اس مذہب میں مردے کو نہ ہی آگ میں جلایا جاتا ہے اور نہ ہی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آگ ان کے مذہب میں بہت زیادہ مقدس سمجھی جاتی ہے اور اس دنیا میں صفتِ نورانی کے پیشِ نظر اہورامزدا کا نشان سمجھی جاتی ہے اس لیے مردے کو آگ میں جلانے سے آگ کی تقدیس مجروح ہوتی ہے۔ اور مردے کو زمین میں اس لیے دفن نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے مٹی کے ناپاک اور آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مردے کو نہ ہی پانی میں بہایا جاتا ہے کیونکہ اس سے پانی میں نجاست پھیلنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ بقول رشید احمد:

"پارسی مردوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ اوستا میں بتلایا گیا ہے کہ نعشوں پر درخس نبکیس کا قبضہ ہوتا ہے جو ایک قسم کی مہلک مکھی ہے جو غلاظت اور بیماری کی جڑ ہے جس سے زندوں کو زبردست نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یہی وجہ ہے کہ اوستا میں مردوں کے بارے میں نہایت واضح ہدایات ملتی ہیں"(26)

اس لیے ان کے ہاں مردے کو آخری منزل تک پہنچانے کے لیے مختلف مراحل اختیار کیے گئے ہیں جن سے اشرف المخلوقات "انسان" کو گزارا جاتا ہے۔ اس حوالے سے PAULA R.HARTZ لکھتے ہیں:

"In Zoroastrian tradition, death represents the strongest form of ritual impurity or pollution. Therefore, Zoroastrians have strict rituals associated with death and dying. There rituals begin even before death. If a person is known to be dying, family members bring a fire into the room to drive away evil." (27)

ترجمہ: زرتشت روایات کے مطابق موت آلودگی اور نجاست کا باعث سمجھی جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر زرتشت مذہب میں موت کے حوالے سے سخت قواعد ہیں حتیٰ کہ مرنے سے پہلے اگر کوئی شخص موت کے قریب ہوتا ہے تو اس کے احباب شیطانی قوتوں کو دور بھگانے کے لئے اس کے کمرے میں آگ رکھ دیتے ہیں۔

زرتشت مذہب میں آگ کو مذہبی اہمیت حاصل ہے اس لیے ان کے ہاں جب بھی کوئی فرد قریب المرگ ہوتا ہے تو اس کے کمرے میں آگ رکھ دی جاتی ہے۔ آگ کا رکھنا ایک طرف تو شیطانی قوتوں کو اس قریب المرگ فرد سے دور بھگانے کا سبب سمجھا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف اہورامزدا سے اپنے تعلق کے اظہار کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ قریب المرگ شخص کے انتقال کے بعد جو افراد اس کے جسم کو چھوتے اور آخری قیام گاہ تک پہنچاتے ہیں انہیں پاکیزگی کے لئے غسل لینا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے T.R SETHNA لکھتے ہیں:

"According to our religion soon after the soul has left the body, the body starts decaying and except for a few people who have to carry the dead body no person is allowed to touch the body lest he be infected. The people who carry the dead body have to get a

purifying bath after the dead has been laid to final rest. No part of the body of dead person is allowed to be kept as a memento." (28)

ترجمہ: ہمارے مذہب کے مطابق مرنے کے فوراً بعد ہی جسم خراب ہونا شروع ہو جاتا ہے اور چند افراد کے علاوہ جو جسم کو اٹھاتے ہیں کوئی دوسرا شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس خدشے کے پیشِ نظر کہ کہیں اس کا جسم بھی خراب ہونا شروع نہ ہو جائے جو لوگ اس مردار کو اٹھاتے ہیں انہیں بھی مردے کو آخری قیام گاہ تک پہنچانے کے بعد پاکیزگی کے لئے غسل لینا ہوتا ہے۔ مردار کا کوئی بھی عضو کسی کو یادگار کے طور پر اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

زرتشت مذہب میں مردے کی آخری رسومات کی تفصیل درج ذیل ہے:

غسل کا اہتمام:

زرتشتی عقائد کے مطابق جب کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے تو احتیاط کے پیشِ نظر اس بات کی ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کو مردے سے دور رکھا جائے کیونکہ مردے پر بیماری و نجاست کا غلبہ ہوتا ہے جس سے دوسرے افراد متاثر ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے مردے کے غسل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے R.P MASANI لکھتے ہیں:

"Soon after death, the corpse is washed, and a clean suit of clothes is put over it. The kusti, or the sacred thread, is then put sound the body with a prayer. The corpse is placed on the ground in a corner of the front room on large slabs of stone, or impermeable, hard, dry clods of earth. The hands are folded upon the chest cross wise. After the corpse is placed on slabs of stone, one of the two professional corpse-bearers, to whom the body is entrusted, draws round it three kashas, or circles, with a metallic bar or nail, thus reserving temporarily the marked plot of ground for the corpse so as to prevent the living from near it and catching infection."(29)

ترجمہ: مرنے کے فورا بعد مردہ جسم کو غسل دیا جاتا ہے اور پھر اس کو پاکیزہ کپڑے کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جسم کے گرد معتبر دھاگا مخصوص دعا کے ساتھ لپیٹ دیا جاتا ہے مردے کو یا تو پہلے ہی کمرے کے کونے میں پتھر کے بڑے سلیب پر رکھا جاتا ہے

یا پھر زمین کے ابھرے ہوئے حصے پر، ہاتھوں کو سینے پر مختلف سمت میں رکھ دیا جاتا ہے۔ جب مردہ سلیب پر رکھ دیا جاتا ہے تو دو میں سے کوئی ایک گورکن اس کے گرد لوہے کی سلاخ سے تین دائرے بنا دیتا ہے اس سے لاش کے ارد گرد مخصوص نشاندہی کر دی جاتی ہے تاکہ کوئی بھی جاندار اس کے قریب نہ جاسکے اور نجس نہ ہو جائے۔

مردے کو پتھر یا دھات کی سلیب پر رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دھات اور پتھر اپنے اندر آلودگی و نجاست جذب نہیں کرتے جیسا کہ لکڑی میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس لیے لکڑی کے بجائے دھات یا پتھر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

کتے کے ذریعہ موت کی تصدیق:

غسل اور لباس میں ملبوسیت کے بعد ایک خاص قسم کے کتے کو مردے کے سامنے لایا جاتا ہے۔ جو اس بات کا اندازہ لگاتا ہے کہ اس میں زندگی کی رمق موجود ہے یا روح جسم سے جدا ہو چکی ہے۔Paula R.Hartz لکھتے ہیں:

"It is believed that this particular kind of spotted (Khathru chasma, literally, the four-eyed) dog has the faculty to detect whether life in the body is extinct or not. It is expected to stare steadily at the body, if life is extinct, but not even to look at it if otherwise."(30)

ترجمہ: زرتشت مذہب کے مطابق ایک خاص قسم کے کتے میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ اندازہ لگا سکے کہ انسانی جسم (مردے) میں زندگی کے آثار موجود ہیں یا نہیں۔ اگر کتا لاش کی طرف بغور دیکھتا رہے تو اس کا مطلب ہے کہ انسانی جسم میں زندگی موجود ہے بصورتِ دیگر وہ مردے کی طرف دیکھتا ہی نہیں۔

زرتشتی عقائد میں ایک مخصوص کتے (Khathru Chasma) کو موت کی تشخیص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

مذہبی کتاب "اوستا" اور "گاتھا" کی تلاوت:

جس کمرے میں مردے کو رکھا جاتا ہے وہاں آگ جلائی جاتی ہے کیونکہ زرتشت مذہب میں آگ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

جس کے سامنے مذہبی پیشوا زرتشت مذہب کی بنیادی کتاب "اوستا اور گاتھا" کا کچھ حصہ پڑھتے ہیں:

"A priest now comes and prays in Avestan. The Priest is joined by at least one other for the Geh Sarna ceremony, in which they recite the first Gatha of Zarathustra. The Geh Sarna ceremony signals the departure of the soul from the body. After the ceremony the body is no longer connected to the soul and may be disposed of"(31)

ترجمہ: پھر مذہبی پیشوا آکر صحیفہ اوستا سے کچھ پڑھتا ہے۔ مذہبی پیشوا کے ہمراہ کوئی ایک آدمی ضرور ہوتا ہے گہہ سرنا کی رسم مکمل کرنے کے لئے جس میں وہ زراتشترا کے پہلے حصے گاتھا کو پڑھتا ہے۔ یہ تقریب اس بات کا اعلانیہ ہے کہ روح جسم سے علیحدہ ہو چکی ہے۔ اس رسم کے بعد روح کا جسم سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔

جب تک مردے کو خاموشی کے مینار کی طرف منتقل نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک اوستا کی تلاوت کا عمل جاری رہتا ہے۔

خاموشی کے مینار "Dakhma" کی طرف منتقلی:

اس کے بعد مردے کو خاموشی کے مینار "Tower of Silence" میں منتقل کیا جاتا ہے۔ رشتہ دار دوست وغیرہ اپنے عزیز پر آخری نگاہ ڈالتے ہیں لیکن اس کو چھو نہیں سکتے۔ مردے کو اٹھانے کے لیے کچھ لوگ مخصوص ہوتے ہیں جو اس عمل کو سرانجام دیتے ہیں۔ ہر انسان کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ مردے کو اٹھانے میں مدد کرے۔ اگر مردے کا وزن کم ہو تو دو افراد اور اگر بھاری ہو تو چار افراد جو کہ سفید لباس میں ملبوس ہوتے ہیں مردے کو اٹھا کر آخری آرامگاہ کی جانب منتقل کرتے ہیں۔ R.P. MASANI رقمطراز ہیں:

"The corpse-bearers place the bier by the side of the corpse. They then recite in a suppressed tow the following formula of grace and remain silent up to the time of the final disposal of the corpse in the tower of silence." (32)

ترجمہ: پھر لاش بردار تابوت کو مردے کے پہلو میں رکھ دیتے ہیں۔ پھر وہ مردے کے اگلے مراحل کے لئے مبارک کلمات آہستہ سے ادا کرتے ہیں اور پھر مردے کو خاموشی کے ٹیلے پر پہنچانے کے وقت تک خاموش رہتے ہیں۔

لاش بردار مردے کو اٹھا کر دو مذہبی پیشواوں کی سربراہی میں خاموشی کے مینار کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

لاش کے ضیاع کے لئے دن کی روشنی لازمی قرار:

زرتشتی مذہب میں مردے کی آخری رسومات کی ادائیگی کے لیے سورج کی روشنی لازم قرار دی گئی ہے۔اس حوالے سے R.P. MASANI لکھتے ہیں:

"The corpse may be removed to the Tower at any time during the day but not at night, as the body must be exposed to the sun." (33)

ترجمہ:لازم ہے کہ لاش کو دن کی روشنی میں ہی دخمہ منتقل کیا جائے۔رات میں لاش کی منتقلی ممنوع ہے کیونکہ لاش کے ضیاع کے لئے سورج کی روشنی ضروری ہے۔

چنانچہ رات کے اوقات میں مردے کو دخمہ "خاموشی کے مینار" کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا،بلکہ مردے کی منتقلی دن کے اوقات میں کی جاتی ہے۔

خاموشی کا مینار TOWER OF SILENCE:

خاموشی کا مینار جس کو زرتشی مذہبی کتب میں DAKHMA کہا گیا ہے۔اس کا تذکرہ ہمیں زرتشت مذہب کی بنیادی کتاب اوستا جس کا ایک حصہ ویندیداد Vendidad کہلاتا ہے،میں اہورامزدا اور زرتشت کے درمیان مکالمے کی صورت میں کچھ یوں ملتا ہے:

"O Maker of the material world, thou Holy one! Whither shall we bring, where shall we lay the bodies of the dead, O Ahura Mazda?

Ahura Mazda answered:On the highest summits where they know there are always corpse- eating dogs and corpse- eating birds, O Holy Zarathustra! There shall the worshipers of Mazda fasten the corpse by the feet and by the hair, with brass, stones or lead, lest the corpse-eating dogs and corpse-eating birds shall go and carry the bones to the water and to the trees". (34)

ترجمہ:اے مادی دنیا کے بنانے والے،اے پاکیزہ خدا،ہم مردہ اجسام کو کہاں لے کر جائیں کہاں رکھیں اے اہورامزدا؟ اہورامزدا نے جواب دیا،سب سے اونچے ٹیلے پر جہاں ان کو معلوم ہو کہ مردار کھانے والے کتے اور پرندے پائے جاتے ہیں،اے پاک

زرا تشترا، جہاں مزدا کے عبادت گزار ہوں گے اور باندھ دیں گے۔ لاش کے پیر اور بال، تانبہ پتھر اور سیسہ کے ساتھ مضبوطی سے تاکہ ایسا نہ ہو کہ گوشت خور کتے اور گوشت خور پرندے میت کی ہڈیوں کو اپنے ساتھ پانی یا درختوں میں لے جائیں۔

زرتشت مذہب کے پیروکاروں میں آج بھی لاش (مردے) کو ضائع کرنے کے لئے یہی طریقہ رائج ہے۔ اس طریقہ کار سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے تمام عناصر کو ناپاکی وآلودگی سے پاک رکھا۔ مختلف مقامات پر زرتشی آبادی میں خاموشی کے مینار موجود ہوتے ہیں جہاں مردے کو پرندوں کی غذا بنایا جاتا ہے۔ اس کے نقشے کی پیائش انسائیکلوپیڈیا آف ورلڈ ریلیجن میں کچھ اس طرح پیش کی گئی ہے:

"The traditional way of disposing of a corpse in India and Iran has been the dakhma, or Tower of Silence. This is a circular stone building, open at the top, usually set on a barren hill. The inside is arranged in three circles. The outer circle is for men, the middle for women, and the inner circle for children." (35)

ترجمہ: انڈیا اور ایران میں مردے کو فنا کرنے کا روایتی طریقہ دخمہ یا خاموشی کا مینار ہے۔ یہ ایک گول پتھریلی عمارت ہے جو اوپر سے کھلی ہوتی ہے۔ عمومی طور پر ویران چٹان پر واقع ہوتی ہے۔ اندرونی حصہ تین دائروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بیرونی دائرہ مردوں کے لئے درمیانی دائرہ خواتین کے لئے اور اندرونی دائرہ بچوں کے لئے مختص ہوتا ہے۔

اس عمارت میں صرف لاش بردار داخل ہوسکتے ہیں۔ داخلے سے قبل لاش کو باہر رکھا جاتا ہے تاکہ عزیز واقارب دوبارہ آخری دیدار کر سکیں۔

اشرف المخلوقات انسان کا گوشت خور پرندوں کی غذا بننے کا مرحلہ:

مینار کے اندر منتقلی سے قبل ایک بار پھر کتے کے ذریعے موت کی تصدیق کروائی جاتی ہے۔ اس کے بعد مینار کا دروازہ کھول کر لاش کو مخصوص جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے۔ مردے کو بغیر ڈھانکے پرندوں کے لئے کشش کا سبب بنا کر اسے مینار کے اندر کھلے مقام پر چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں پرندوں کی مسلسل آمد جاری رہتی ہے۔ اس حوالے سے The Religion of the good life Zoroastrianism کے مؤلف لکھتے ہیں:

"The body is exposed and left uncovered, so that the eye of the flesh-devouring birds may be drawn to it. The sooner it is eaten up, the fewer the chances of further decomposition, and the greater the safety of the living. The clothes removed from the corpse are thrown in a pit outside the tower where they are destroyed by the combined action of heat, air and rain, In Bombay they are destroyed with Sulphuric acid.(36)

ترجمہ:لاش کو بغیر ڈھانکے آدم خور پرندوں کے آگے پر کشش بناکر پیش کیاجاتا ہے تاکہ وہ اس تک رسائی حاصل کر سکیں۔ جتنا جلدی وہ کھالی جائے گی اتناہی اس کے سڑنے کے کم خدشات ہوتے ہیں اور یہی جانداروں کے لئے سود مند ہے۔ مردہ کے کپڑوں کو اتار کر ان کو ٹیلے کے باہر مخصوص جگہ پر ڈال دیاجاتاہے جہاں وہ ہوا، برسات اور دھوپ سے گل سڑ جاتے ہیں۔ بمبئی میں ان کے کپڑوں کو گندھک کے تیزاب سے گلادیاجاتاہے۔

جب گوشت خور پرندے مردے کے گوشت کو کھالیتے ہیں تو ہڈیاں پانی میں بہادی جاتی ہیں۔

حیات بعد الممات Life after Death:

زرتشت کی تعلیمات کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس دنیاوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے جہاں انسان کی روح کو اپنے کیے ہوئے تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ گاتھا میں درج ہے:

"O Omniscient Lord! I would reach near Thee through the Good Mind.

Do Thou grant me benefits of both the worlds, of this the corporeal and (the other) the spiritual, (which may accrue) through truth, joy-giving and happiness."(37)

ترجمہ:اے باخبر رہنے والے خدا! میری رسائی تجھ تک ہے صرف اچھی فکر کے ذریعے مجھے دوعالم کے فوائد سے آراستہ فرما۔ جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ سچائی اور مسرت کے ذریعے۔

زرتشتی تعلیمات کے مطابق اس جہان کو "Astvatascha" اور اگلے جہان کو "Manangho" کہاجاتاہے۔ اس سلسلے میں ایک پارسی محقق لکھتے ہیں:

"The soul cannot work unless invested with a bodily vehicle. Body and soul are the two main constituents in the formation of man. These two have their respective organs and other spiritual and material essentials. Man should therefore bethink himself to prepare for the journey to the next world."(38)

ترجمہ: کوئی روح کام نہیں کر سکتی جب تک وہ کسی جسم میں سرائیت نہ کرے۔ انسانی تکمیل کے دو اجزاء ہیں روح اور جسم۔ ان کے اپنے الگ (مخصوص) اعضاء ہیں، اور دوسری مادی و روحانی قوتیں بھی۔ انسان کو دوسرے جہان میں منتقلی کی تیاری کے لئے اپنی ذات میں غور و فکر کرنا چاہیے۔

اسی لیے زرتشت مذہب میں میزانِ عدل، جنت اور دوزخ کا تصور بھی پیش کیا گیا ہے۔

میزانِ عدل THE BRIDGE OF JUDGEMENT OR CHINVAT:

تعلیمات زرتشت کا ایک اور اہم پہلو جس نے دوسرے مذاہب کو بھی متاثر کیا ہے وہ حیات مابعد الموت اور آخرت کے تصورات سے متعلق ہے۔ زرتشت نے بتایا کہ اس دنیا سے چلے جانے کے بعد انسان کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی روح کو ایک پل سے گزارا جاتا ہے۔ نیک انسان کی روح بغیر کسی دشواری کے اس پل سے گزر جاتی ہے اور جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے جبکہ برے انسان کی روح کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ پل سے گر کر جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے۔ اس پل کو مذہبی کتاب "گاتھا" میں CHINVAT کہا گیا ہے۔

"Whoso, O Ahura Mazda! Man and woman may give me the best (gift) of (this) life which Thou, indeed, hast known (and) whoso may rule over righteousness for the sake of righteousness and may exercise (his) sovereignty through good mind, I will point out the path to them to wards Thy worship (or praise), O Ahura Mazda ! (and) I will make them all cross the Chinvat Bridge." H$\bar{a}$

46.10(39)

ترجمہ: کون ہے ؟اے اہورامزدا! انسان (آدمی یا عورت) شائد اس زندگی کا بہترین تحفہ دے سکیں مگر تم بے شک سب جاننے والے ہو۔ کون ہے جو کہ تقویٰ اختیار کرے اور صالحین کے لیے آزاد ہو کر بھی مشقت کرے اچھے ذہن کے ساتھ۔ میں انہیں راستہ دکھاوں گا عبادت وریاضت کا۔ اے اہورامزدا! میں انہیں اس قابل کروں گا کہ گزر سکیں پل صراط سے۔

چنانچہ جن لوگوں نے زرتشت کی تعلیمات کی پیروی کی ان کی روحیں اس پل سے آسانی سے گزر جائیں گی جبکہ برے انسان کی روح جس نے برے اعمال کیے اسے اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کا تذکرہ زرتشت کی مذہبی کتاب "گاتھا" میں اس طرح کیا گیا ہے:

"The Karapans and the Kavis intend to destroy life humanity by means of wicked deeds and power whom (for doing thus) their own souls and their own conscience hardened (or incited). They (Karapans and Kavis) go there where the Chinvat Bridge (is) but their dwelling (is) forever in the abode of the Druj(i-e in hell)"Hā 46.11.(40)

ترجمہ: کراپانز اور کاویز انسانیت کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اپنی بداعمالیوں اور بری طاقتوں کے ذریعے۔ ان کی اپنی روح اور دل سخت ہو چکے ہیں۔ وہ پل صراط پر جائیں گے تو لیکن ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

زرتشت مذہب کی رو سے ہر انسان کو اس پل سے گزرنا ہے جس کے بعد اس کے لئے جنت یا دوزخ کا تعین کیا جائے گا۔

جنت اور دوزخ HEAVEN AND HELL:

زرتشت مذہب کے ہاں جنت اور دوزخ کا تصور پایا جاتا ہے۔ نیک اعمال والے انسان جنہوں نے اس دنیا میں زرتشت مذہب کی پیروی کی ہو گی اور گاتھا کی تلاوت ہو گی، وہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ جبکہ اعمال بد کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ زرتشت مذہب میں جنت اور دوزخ کے لئے مختلف ناموں کا تعین کیا گیا ہے۔ MANECKJI NUSSER اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"The Place reserved for the pious souls that approach heaven is called garo demana "Abode of Song". Ahura Mazda first entered this home of the blessed ones and zarathushtra has promised that the faithful of all times will win admission to it through thinking good thoughts and practicing righteousness." (41)

ترجمہ: نیک روحوں کے لئے جنت میں ایک جگہ مخصوص ہو گی "گاروڈیمانا" اس بابرکت محل میں سب سے پہلے اہورامزدا داخل ہونگے اور یہ وعدہ ہے زرتشت کا کہ یقین رکھنے والے اپنے اچھے خیالات اور تقویٰ کی وجہ سے اس محل میں داخل ہونگے۔

Maneckji Nusser Vanji Dhalla مزید لکھتے ہیں:

" In contradistinction to the Best Existence, the abode of sinners after death is achishta ahu, "Worst Existence". The region of hell is called drujo demana, "Abode of Wickedness" or achishtahya demana manangho, "Abode of the Worst Mind".(42)

ترجمہ: جس کے بارے میں اختلاف ہے وہ گناہ گاروں کے لئے بہترین قیام "اچستا آہو" ہے۔ مرنے کے بعد جو انتہائی بے کار (خوفناک) جگہ ہے۔ جہنم کا وہ طبقہ جو "دروجوڈیمانا" کہلاتا ہے، بدکاروں کا مسکن ہے یا "اچستیاڈیمانا منا گھو" جو کہ برے لوگوں کا مسکن ہے۔

خلاصہ کلام و نتائج:

اسلام دین فطرت ہے اس دعوے کے پیش نظر پوری دیانت داری اور غیر جانبداری کے ساتھ اس امر کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ حتمی طور پر بربنائے بصیرت ہم کہہ سکیں کہ اس کی ہدایات و تعلیمات فطرت انسانی سے واقعتاً پوری طرح ہم آہنگ ہیں اور کوئی غیر فطری عنصر اس کی تعلیمات و ہدایات کے اندر موجود نہیں ہے۔ اس کے برعکس زرتشت مذہب کی تعلیمات غیر فطری نظر آتی ہیں۔ متذکرہ بالا تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل نکات ہمارے سامنے آتے ہیں:

1-دینِ اسلام میں مردے کو اس کی آخری آرام گاہ (قبر) تک پہنچانے کے لیے میت کو اپنے کاندھوں پر اٹھانا باعثِ فضیلت سمجھا جاتا ہے جبکہ زرتشت مذہب میں مردے کو ناپاک سمجھا جاتا ہے اس لیے زندہ افراد کو میت کی نجاست و آلودگی سے بچانے کے لئے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ سوائے لاش برداروں کے کوئی اس کے قریب نہ جانے پائے۔

2-اسلام پورے تقدس اور احترام کے ساتھ انسانی میت کو زمین میں قبر کھود کر مٹی میں دفن کر دینے کی تعلیم دیتا ہے قبر کی تفصیلات میں اس بات کو حتمی طور واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ ایسا مقام ہے جہاں سے اندر کی ہوا اور باہر کی ہوا کا رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو جاتا ہے بصورت دیگر میت کے گلنے سڑنے کے نتیجے میں بیرونی ماحول آلودہ اور متعفن ہو سکتا تھا اس کے مقابلے میں زرتشت مذہب کی تعلیمات غیر

فطری نظر آتی ہیں کہ میت کو مردہ خور پرندوں کی رسائی میں کھلے آسمان کے نیچے چھوڑ دیا جاتا ہے اور گرد و پیش کا ماحول ہمیشہ متعفن رہتا ہے۔

3-اسلام میں انسان کو ایک تقدس اور حرمت عطا کی گئی ہے۔ لہٰذا قبرستان کے لیے مختص جگہ پر زمین میں ایک جھری نما قبر کھود کر باعزت طریقے پر دفن کیا جاتا ہے۔ اِس میت کو مٹی میں دفن کر کے اسے نقصان پہنچانے والے تمام عوامل سے محفوظ بنایا جاتا ہے جبکہ زرتشت مذہب میں مردے کو پرندوں کی غذا بننے کے لیے غیر محفوظ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

4-اسلام جو تعلیمات دیتا ہے ان کے اندر حفاظتی پہلو بہت زیادہ ہیں بہت سے مریض ایسے ہوتے ہیں جو بیک وقت کئی طرح کے امراض کا شکار ہوتے ہیں اور ان میں بہت سے امراض ایسے ہوتے ہیں جو منتقل ہوسکتے ہیں جنہیں متعدی امراض کہا جاتا ہے میت کو کھلا چھوڑ دینے کے نتیجے میں مختلف ذرائع سے وہ امراض متعدد انسانوں تک منتقل ہوسکتے ہیں اسکے برعکس اسلامی تعلیمات میں میت کو دفن کرنے کا حکم ہے اور مٹی تطہیر کا سب سے بڑا طاقت ور عنصر ہے جبکہ زرتشتی مذہب میں میت کو کھلی جگہ پر چھوڑ دینے سے وبائی امراض کے پھیلنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔

5-اسلام میں میت کی تدفین کے مقام کو قبرستان کہا جاتا ہے جبکہ زرتشت مذہب میں میت کی آخری آرامگاہ کو خاموشی کا مینار یا دخمہ (TOWER OF SILENCE OR DAKHMA) کہا جاتا ہے۔

6- اسی طرح زرتشتی تعلیمات میں دین اسلام کی طرح حیات بعد الممات کا تصور دیا گیا ہے۔ زرتشتی عقائد کے مطابق جنت کا وجود ابدی ہے جبکہ دوزخ کا وجود عارضی ہے۔ جس طرح نیک اعمال کے حساب سے انسانوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں اسی طرح جنت کے بھی مختلف درجات و مراتب ہیں۔ لہٰذا جس نے جس قدر زرتشت مذہب کی پیروی کی ہوگی اس کی اگلی منزل کا تعین اسی حساب سے کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ زرتشتی عقائد میں تصورِ قیامت یعنی ایک مقررہ وقت پر دنیا کا خاتمہ اور افراد کے دنیاوی اعمال وافعال کے حساب و کتاب کا تصور بھی پیش کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

(1)المائدہ:5/31.
(2)بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، دمشق، الطبعة الأولى، 1422ھ، كتاب الجنائز، بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا، رقم الحديث:1253، ج2، ص73.
(3)ایضا، کتاب الجنائز، بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ، رقم الحديث، 1255، ج2، ص74.
(4)القدوری، أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر بن حمدان أبو الحسين، مختصر القدوري في الفقه الحنفي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولى، 1418ھ - 1997م، باب صلاة الجنائز، ج1، ص47.
(5)صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، رقم الحديث:1264، ج2، ص75.
(6)ایضاً، کتاب الجنائز، باب الكفن فی ثوبين، رقم الحديث:1266، ج2، ص75.
(7)أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت، س ن، باب فی الكفن، رقم الحديث:3153، ج3، ص199.
(8)المرغینانی، برهان الدين ابو الحسن على بن ابى بكر، الهداية مع الدراية، مكتبه شركة علمية، ملتان، س ن۔ص179۔
(9)ایضا.
(10)مختصر القدوري في الفقه الحنفي، ص48.
(11)ترمذی، محمد بن عيسى، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعةالثانية، 1395 ھ - 1975 م، ابواب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّجَاشِيِّ، رقم الحديث 1039، ج3، ص348.
(12)ایضاً، سنن الترمذي، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الجَنَازَةِ، رقم الحديث1040، ج3، ص349.
(13)مختصر القدوري في الفقه الحنفي، ص48.
(14)ایضا.
(15)گنگوہی، محمد حنیف، الصبح النوری شرح اردو مختصر القدوری، شکیل پریس، کراچی، ستمبر2002ء، ص171.
(16)سنن الترمذي، ابواب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا، رقم الحديث1045، ج3، ص354.
(17)القشیری، مسلم بن الحجاج، صحيح المسلم، دار إحياء التراث العربي – بيروت۔س ن، كتاب الجنائز، بَابٌ فِي اللَّحْدِ وَنَصْبِ اللَّبِنِ عَلَى الْمَيِّتِ، رقم الحديث966، ج2، ص665.
(18)ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، كتاب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ، رقم الحديث 1557، ج1، ص496.
(19)مختصر القدوري في الفقه الحنفي، ص48.
(20)التغابن:64/7.

(21)الرحمن:26، 55/27.

(22)الدھر:76/12.

(23)البروج:85/11.

(24)آل عمران:3/10.

(25)آل عمران:3/12.

(26)رشید احمد، تاریخ ِمذاہب، قلات پبلشرز، کوئٹہ، 1979ء، ص162.

(27)Paula R. Hartz, World Religions, Viva Books Pvt. Ltd, New Delhi, 2008, Vol.14,(Zoroastrianism), P.103.

(28)T.R. Sethna, Khordeh Avesta, Sethna, Karachi, 1975, P.XIX.

(29)R.P. Masani, The Religion of The Good Life Zoroastrianism, George Allen & Unwin Ltd, London, 1938, P. 147.

(30)See above, P.148.

(31)World Religions, P.103.

(32)The religion of the Good life Zoroastrianism P.148.

(33)See above, P.148.

(34)Translated by James Darmesteter, The Zend Avesta(The Vendidad),Oxfod at the Clarendon Press, London, 1880, P.72.

(35)World Religions, P.105.

(36)The religion of the Good life Zoroastrianism , P.150.

(37)Translated by Ervad Kavasji Edalji Kanga, Gatha-Ba-Maani, The Trustees of the Parsi Panchayat Funds and Properties, Bombay, 1997, P.06

(38)Maneckji Nusservanji Dhalla, Zoroastrian Theology, Oxford University Press, New York, 1914, P.54

(39)Gatha-Ba-Maani, P.186

(40)See Above, P.187

(41)Maneckji Nusser Vanji Dhalla, History of Zoroastrianism, Oxford University Press, New York, 1938, P.104

(42)See Above, P.106